Scan: http://www.new.dli.ernet.in/
PDF: http://www.KetabFarsi.com

سلسلۂ کتب مستخبہ بہ سرپرستی اعلیحضرت حضور نظام عالی مقام خلد اللہ ملکہ

یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان

از پس حمدِ خداوندِ زمین و آسماں
کردم انظم مثلث چوں لآلیِ عماں

لآلیِ عُماں

موسوم بہ

جواہرِ خسروی

یعنی مجموعۂ رسائل حضرت امیر خسرو دہلوی مشتمل بر

نصاب بدیع مرتبہ جناب مولٰنا رشید احمد صاحب سالم (۱) نظم گھڑیال (۲) رباعیات پہیلی و نیز دوہا
(۳) خالق باری (۴) چیستاں بہ تصحیح و تحشیہ جناب مولانا محمد امین صاحب عباسی چریا کوٹی

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ کالج میں طبع ہوا بار اول

۱۳۳۶ھ
۱۹۱۸ء

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب
اجازت اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی ہز اگزالٹڈ
ہائنس آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نوّاب میر سر عثمان علی خاں بہادر
فتح جنگ جی سی ایس آئی، جی سی بی خلد اللہ ملکہ
و سلطانہ و ادام اقبالہ کے نامِ نامی و اسمِ سامی
کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
نصابِ بدیع	
مقدمہ	۱-۱۲
متن	۱-۲۸
گھڑیال	
نوٹ	۱
متن	۱۰
رُباعیاتِ پیشہ وراں	
نوٹ	۱-۲
متن	۱-۲۲
خالق باری	
مقدمہ	۱-۱۳
متن	۱-۲۰
ضمیمہ	۲۱-۲۶
فرہنگ	۱-۳۸
چیستاں	
مقدمہ	۱-۲۰۴
متن	۱-۵۶
فرہنگ	۱-۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

نصاب بدیع العجائب کی تصحیح وتنقیح کا کام جو حسب ایمار عالیجناب نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب بہادر خاکسار کے سپرد ہوا تھا۔ الحمدللہ کہ وہ اختتام کو پہنچا۔ اب اُس کے متعلق چند الفاظ ناظرین کی خدمت میں گذارش کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

سب سے پہلا مجموعہ نصاب مثلّث اور نصاب بدیع العجائب کا جو ہم کو ملا وہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کا تھا جس کو مہربانی فرما کر شمس العلما نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرمی نے بھیجا تھا۔ یہ نسخہ اگرچہ نہایت غلط اور بالکل مسخ شدہ تھا۔ لیکن چونکہ کوئی دوسرا نسخہ موجود نہ تھا۔ اس لئے مجبوراً اُسی کو موجودہ ایڈیشن کی بنیاد قرار دے کر صرف کتب لُغت کی مدد سے تصحیح شروع کی گئی۔ جب تصحیح کا کام ختم کے قریب پہنچا تو خوش قسمتی سے مولوی ادریس احمد صاحب کو ایک مطبوعہ نسخہ دستیاب ہو گیا۔ جو سنہ ۱۲۶۰ھ میں مطبع محمدی لکھنؤ میں چھاپا گیا تھا۔ اور جس کی تصحیح اور تنقیح میں مولوی ابن حسن صاحب نے

کافی اہتمام کیا تھا اور کچھ عرصہ کے بعد ایک قلمی نسخہ دار العلوم دیوبند کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا۔ یہ نسخہ جناب مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم مغفور کے کتب خانہ کا تھا۔ اور صحت کے اعتبار سے بھی اچھا تھا۔ مشکل الفاظ کی جابجا تشریح اور توضیح حاشیہ اور بین السطور میں کی گئی تھی۔ ان تشریحات کی نسبت شانِ کتابت اور نیز بعض اور قراین سے مجھکو ظن غالب تھا کہ یہ مفتی صاحب مرحوم کے قلم کے ہیں لیکن حافظ احمد علی خاں صاحب شوق منصرم کتب خانہ رامپور کی تصدیق اور تائید سے یہ گمان درجہ یقین کو پہنچ گیا۔

غرضکہ ان دونوں نسخوں کی مدد سے جن کے بظاہر معتبر اور مستند ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہو سکتا یہ مجموعہ تیار کیا گیا۔ اور تصحیح اور تنقیح میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کو مطبع میں بھیجدینے کے بعد دو نسخے اور بھی میری نظر سے گذرے۔ جن میں ایک مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے کتب خانہ میں۔ اور دوسرا دہلی میں ایک صاحب کے پاس تھا۔ ان میں سہارنپور کا نسخہ تو محض معمولی مگر دہلی کا نسخہ نہایت خوش قلم تھا لیکن افسوس ہے کہ ان دونوں نسخوں سے استفادہ کی کوئی صورت نہ ہو سکی حالانکہ مزید تصحیح کے لئے اس کی ضرورت تھی جب کتاب چھپ چکی اور حضور نواب صاحب بہادر کے احکام کے بموجب جو متواتر شرف ورود لا رہے تھے یہ دیباچہ بھی لکھا جا چکا تو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ میں تین نسخے نہایت

عمدہ اور نہایت صحیح میری نظر سے گذرے۔

(۱) جواہر البحر نمبر ۹۰ فہرست کتب عربی۔ کسی صاحب نے کتاب کا نام جواہر البحر قلمزد کرکے بحر الجواہر بنایا ہی تصنیف امیر خسرو دہلوی۔ مگر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کتاب وہ ہی ہی جس کا نام بدیع العجائب ہی نسخہ اچھا ہے۔ مگر سال کتابت درج نہیں ہی۔

(۲) بدیع العجائب نمبر ۹۰۴ فہرست دوم گورنمنٹ کلکتہ۔ یہ قلمی نسخہ نہایت صحیح ہی۔ خاتمہ پر لکھا ہی۔ تَمَّتْ هٰذَا الْكِتَابَ الْمُسَمّٰى بِنِصَابَ بَدِيْعُ الْعَجَائِبُ فِي اَوَاخِرِ ذِيْقَعْدَہْ سَنَةَ اَلْفُ اَحَدُ وَسِنِيْنَ (سین کے بعد ایک ہی نقطہ دیا گیا ہی مگر غالباً یہ لفظ ستین معلوم ہوتا ہی) مِنَ الْهِجْرَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَلَى التَّوْفِيْقِ بِالْاِتْمَامْ (اور سر ورق پر لکھا ہی اور قلم محرر کتاب ہی کا معلوم ہوتا ہی) هٰذِهِ النُّسْخَةُ بَدِيْعُ الْعَجَائِبُ نَاظِمُهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَامِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۔

بدیع العجائب کے جس قدر نسخے میری نظر سے اس وقت تک گذرے ہیں ان میں کتابت کے اعتبار سے یہ قدیم ترین نسخہ ہی۔

(۳) نصاب تصنیف امیر خسرو اس نسخہ میں کہیں بدیع العجائب کا لفظ نہیں لکھا حالانکہ کتاب وہ ہی ہے خاتمہ حسب ذیل ہی۔ تمت تمام شد بتاریخ بستم ماہ رمضان روز فرخ سنہ ۱۱۶۲ ھجری۔

ان نسخوں کو دیکھکر مجھے بہت افسوس ہوا۔ یہ نسخے اگر کتاب کے چھپنے سے پہلے ملے ہوتے تو ہمارا ایڈیشن موجودہ حالت سے زیادہ بہتر اور زیادہ مستند تیار ہو سکتا۔

حیدرآباد کے مجموعہ میں اگرچہ دونوں رسالے یعنی نصاب مثلث اور نصاب بدیع العجائب حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب تھے۔ لیکن نصاب مثلث کے خاتمہ پر مصنف نے اپنا تخلص بدیعی لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

ایں چنیں شعر بدیعی را بدیعی نظم کرد
تا بود در روزگار از وے ہمیں نام و نشاں

اس سے قطعی طور پر یقین ہوتا ہے کہ یہ رسالہ امیر خسرو کا نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں ایک جلد نصاب بدیعی کی میری نظر سے گذری جس میں سے رسالہ نکال لیا گیا تھا اور جلد پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے "نصاب بدیعی از نصاب ہائے مولوی محمدؒ بدیع" اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد بدیع نے جو متعدد نصاب لکھے ہیں ان میں سے ایک نصاب بدیعی بھی ہے۔ اگرچہ یہ شہادتیں اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ نصاب بدیعی حضرت امیر کی تصنیفات میں سے نہیں ہے۔ لیکن اس وقت تک جس قدر مطبوعہ اور قلمی نسخے میری نظر سے گذرے ہیں ان میں نصاب بدیع العجائب کے ساتھ نصاب بدیعی شامل پائی گئی ہے۔ اس لئے میں نے بزرگواران سلف کی سنت جاریہ سے اعراض کرنا سوئے ادبی خیال کیا۔ اور دونوں رسالوں کے شیرازہ اتصال کو توڑنے کی جرأت نہیں کی۔ غالباً ناظرین کرام کی خدمت میں یہ الفاظ میری معذرت کے لئے کافی ہوں گے۔

نصاب بدیع العجائب میں حضرت امیرؒ نے کسی جگہ اپنا تخلص نہیں لکھا۔ حالانکہ

ان کی عادت ہے کہ وہ ہر تصنیف میں متعدد جگہ اپنا نام لاتے ہیں حتیٰ کہ خالق باری جو معمولی چیز ہے اُس میں بھی ان کا نام موجود ہے۔ اس کے علاوہ کسی تذکرہ نویس نے حضرت کی تصنیفات کی فہرست میں اس نصاب کا ذکر نہیں کیا۔

نسخے جس قدر دستیاب ہوئے ہیں ان میں سے کوئی نسخہ ایک یا زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ صدی کے اوپر کا لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے شہادتیں جو کچھ ہیں وہ نئی ہیں بعض اشعار میں ایسا ضعف تالیف پایا جاتا ہے جو حضرت امیرؒ سے نہایت بعید معلوم ہوتا ہے اس کی مثال میں خاتمہ کے دو شعر کافی ہوں گے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے ایک نسخہ میں جو کتابت کے اعتبار قدیم ترین نسخہ ہے۔ اس منظوم کو حضرت ملا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ان وجوہ سے جو اوپر مذکور ہیں اگرچہ نصاب بدیع العجائب کا انتساب حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ کی طرف قطعی الثبوت نہیں رہتا۔ بلکہ ایک حد تک مشتبہ ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک مستند اور معتمد علما کی شہادتوں سے خواہ وہ نئی ہی ہوں ایسا ظن غالب حاصل ہو جاتا ہے جو مصنّفات کو ان کے مصنّفوں کی طرف منسوب کرنے کے لئے شاید کافی سمجھا جاتا ہے مطبوعہ نسخہ کے خاتمہ میں مولانا ابن حسن صاحب مصحح اور محشی نے جو عبارت تحریر فرمائی ہے اُس سے یہ تمام شبہات کمزور ہو جاتے ہیں۔ عبارت حسب ذیل ہے:-

"نصاب مسمّٰی بہ بدیع العجائب محتوی بر صنائع گوناگوں و بدائع بوقلموں از نتائج افکار قطب سما فطنت و ذکاوت آشنائی بحور نبالت درزانت امیر خسرو دہلوی

قدس سرہ کہ از کثرت تحریف و تصحیف ناواقفان و اصلاح و شرح کم استعدادان ارباب علم و تفرس جرأتے بر حل ابیات آں نمی کردند و خود را از تعلیمش معاف و معذور میداشتند مع ہذا ہر یکے از صغیر و کبیر برنا و پیر متعطش کشف غوامض آں بودہ مشتاق تطبیق معانی آں بلغت مینمود- لاجرم کمترین خلیفہ خالق زمن ابن حسن از ہر جا نسخہائے کثیرہ اش بہم رسانیدہ باستمداد و استعانت فضائل و کمالات دستگاہ مفتی محمد سعد اللہ و فاضل لوذعی و عالم المعی مولانا مولوی انور علی و مرکز دائرہ علوم عقلی و نقلی مولوی خرم علی مدظلہم العالیہ در تطبیق ترجمہ ہر یک از معانی مندرجہ آں از کتب لغت کوشیدہ دود چراغ خوردم و شبہا بروز آوردم تا روح پر فتوح مصنفش شاید از من خوشنود شود و وسیلہ شفاعت من گردد۔"

کتب خانہ رامپور میں ایک قلمی نسخہ شرح نصاب بدیع العجائب کا موجود ہے جس کے دیباچہ میں شارح نے حسب ذیل عبارت لکھی ہے:-

"اما بعد حمد و صلوٰۃ می گوید بندہ نحیف محمد شریف بن شیخ برخوردار متوطن سواد لکھنؤ کہ دریافت محسنات بہ قطعات لغات غریبہ حضرت امیر خسرو دہلوی مشتمل محاسن فن بدیع متضمن غرائب ہنر رفیع بلا اطلاع من سطور دشوار تر می نمود لہٰذا مراعات پانزدہ مصنوعاتے کہ دریں بست و سہ قطعہ نصاب بدیع العجائب بود ہر یکے را مفصلاً ترقیم نمودہ۔"

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جمہور علماء و ادبا اور طلبا نصاب

ع اصل میں اسی طرح لکھا ہے۔

بدیع العجائب کو حضرت امیرؒ کی تصنیف سمجھتے تھے اور اُس کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ عام طور پر بہت پیشتر سے جاری تھا۔ حتیٰ کہ بکثرت نقل در نقل ہونے کی وجہ سے وہ بالکل مسخ اور ناقابل درس و تدریس ہوگئی تھی۔ اور اس گروہ کثیر کی شہادت میرے نزدیک ثبوت انتساب کے لئے سردست کافی سمجھنی چاہیئے۔ وَلَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا

اس سلسلہ میں یہ بیان کر دینا غالباً ناظرین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا کہ عربی لغات کی تدوین بجائے نثر کے نظم ہی سے شروع ہوئی۔ اور منظومات میں بھی سب سے پہلی نظم مثلثات میں لکھی گئی۔ فن لغت کی قدیم ترین کتاب جو دنیا میں پائی جاتی ہے۔ وہ مثلثات قطرب یا الارجوزۃ القطربیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے مصنف علّامہ ابوعلی محمد بن المستنیر المعروف بقطرب النحوی ہیں۔ جو سیبویہ کے شاگرد اور علماء بصریین میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ ابونصر اسمٰعیل بن حماد الجوہری کی صحاح جو فن لغت میں اُمُّ الکتب شمار کی جاتی ہے وہ مثلثات قطرب سے تقریباً ۲ صدیوں کے بعد تصنیف ہوئی۔

مثلثات قطرب کی اگرچہ کُل کائنات صرف ۳۲ شعر اور ۳۰ لفظ ہیں لیکن مقبولیت خداداد کا یہ عالم ہے کہ اُس کی شرحیں اور اُس کے تتبع میں اس قدر مثلثات اور اراجیز لکھی گئی ہیں جن کی تعداد سوائے منشی تقدیر کے کسی کے دفتر میں محفوظ نہیں ہے۔

مشہور شارحین میں ابوعبداللہ محمد بن جعفر القیروانی النحوی المتوفی ۴۱۲ھ اور سدید الدین ابوالقاسم عبدالوہاب بن الحسن الوراق المتوفی ۶۵۵ھ اور ابراہیم اللخمی اور ابن زہیر اور القزاز اور ابراہیم الازہری وغیرہ ہیں اور مثلثات کے مشاہیر مصنفین ابومحمد عبداللہ بن

محمد البطلیوسی المتوفی ۵۲۱ھ ابوحفص عمر بن محمد القضاعی المتوفی ۴۵۴ھ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک النحوی المتوفی ۶۷۲ھ عزالدین محمد بن ابی بکر بن جماعہ المتوفی ۸۱۹ھ اور شیخ مجدالدین ابی طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی المتوفی ۸۱۷ھ اور شیخ حسن قویدر الخلیلی المتوفی ۱۲۶۳ھ شیخ حسن قویدر کی کتاب کا نام نیل الارب فی مثلثات العرب ہے اور یہ زبان عربی میں اپنے فن کی آخرین اور بہترین تصنیف ہے۔ مختلف مباحث ادبی ولغوی پر جس قدر اراجیز لکھے گئے یا میری نظر سے گذرے ہیں اُن کا ذکر بخوف تطویل ترک کرتا ہوں۔ کیونکہ ان تمام امور کی تفصیل اس ادبی شعبہ کے مؤرخ کا منصب ہے۔ میرا مقصد صرف اجمالی تنبیہ ہے۔

فارسی اور اُردو میں جس قدر نصاب لکھے گئے ہیں۔ اُن کا اندازہ بتانا میرے امکان سے باہر ہے۔ تیرھویں صدی ہجری کے خاتمہ تک بھی ہمارے مکتبوں میں بہت سے نصابوں کی تدریس عام طور پر جاری تھی۔ اور بچے ان کو نہایت شوق سے یاد کرتے اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہوئے دیکھے جاتے تھے:-

الٰہ است اللہ و رحمٰن خدائے　　　دلیل است ہادی تو گو رہنمائے

سما آسمان ارض و غبرا زمیں　　　محل و مکان و مقام است جائے

مگر نئی تعلیم کا سیلاب جہاں پُرانے مکتبوں اور قدیم درسیات کو بہا لے گیا۔ انھیں کے ساتھ اکثر نصاب بھی گرداب فنا میں غرق ہو گئے۔

فارسی زبان میں جو نصاب لکھے گئے ان میں بہترین اور مشہور ترین کتاب

نصاب الصبیاں ہے جو ابو نصر مسعود بن ابو بکر الفراہی کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب نہایت مقبول ہوئی۔ میر سید شریف الجرجانی کمال بن جمال الہروی اور دیگر مشہور علماء اور فضلاء نے اُس پر شرحیں اور حواشی لکھی۔ اُس کی تتبع میں مشاہیر علماء نے متعدد نصاب لکھے۔ ہندوستان کے بعض مکاتب میں اُس کی درس تدریس میرے بچپن کے زمانہ تک جاری تھی

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خالق باری اور نصاب بدیع العجائب کو ہندوستان میں شہرت اور مقبولیت کے لحاظ سے وہ ہی مرتبہ حاصل ہے جو نصاب قطرب کو بلاد عربیہ میں اور نصاب الصبیاں کو بلاد فارسیہ میں۔ غالباً سب سے پہلی نصاب ہیں جو ہندوستان میں لکھے گئے ہیں۔ فارسی اور ہندی میں اتنی پرانی نصاب اب تک میرے علم میں نہیں آئی۔

نصاب بدیع العجائب کا نام اکثر خطی نسخوں میں بعض جگہ نصاب بدیع اور بعض جگہ نصاب بدیعی۔ اور کلکتہ کے نسخوں میں نصاب تصنیف خسرو جواہر البحر اور بحر الجواہر پایا گیا ہے۔ مگر مطبع محمدی کی طبع اوّل اور طبع ثانی دونوں نسخوں میں بدیع العجائب چھاپا گیا ہے۔ کلکتہ کے ایک خطی نسخہ میں بھی اگرچہ کتاب کو ملا عبد الرحمن جامی کی طرف منسوب کیا ہے لیکن کتاب کا نام بدیع العجائب ہی لکھا ہے۔ اور اسی نام کو میں نے بھی قایم رکھا ہے۔ اس لئے کہ اس کی مطابقت اپنی مسمی کے ساتھ زیادہ واضح معلوم ہوتی ہے۔

نصاب بدیع العجائب کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اُس کے تمام قطعات میں صنائع و بدایع صرف کئے گئے ہیں قطعات نمبر ا اور ۵ اور ۶ میں صنعت تجنیس ہے۔

ع ابو نصر فراہی کی وفات ساتویں صدی کے آغاز میں معلوم ہوتی ہے اور امیر خسرو کی ولادت ۶۵۲ھ میں ہوئی۔

اوّل قطعہ میں مشہور قسمیں تجنیس کی آگئی ہیں۔ اور ۵ و ۶ ، دونوں میں تجنیس خطی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ ۵ میں ہر مصرع کے عربی الفاظ باہم متجانس ہیں۔ اور ۶ میں ہر اوّل مصرع کے ترجمہ کے الفاظ دوسرے مصرع کے ترجمہ کے ساتھ متجانس ہیں قطعات ۲-۳-۴-۵-۶-۷ میں تجنیس قلب ہے۔

اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک قلب کل ہے یعنی نظم یا نثر میں ایسے الفاظ کا لانا جو منقلب ہو کر دوسرے لفظ بن جاویں۔ جیسے "لعب و برد و لحن و حبر خلق و عرف" کہ ان الفاظ کو معکوس کرنے سے فرع و قلخ و بحر و نحل و درب و بعل پیدا ہوتے ہیں دوسری قسم قلب مستوی ہے۔ جس کو سیدھا اور الٹا دونوں طرف سے پڑھ سکتے ہیں جیسے اس شعر کا پہلا مصرع۔

عرش و فتح و حول و لوح و حتف و شرع

سقف و نصرت سال و تختہ مرگ و راہ

اور نیز جیسے کہ چوتھے قطعہ کے دوسرے مصرعے :۔

فکر یوم و فضل و تحت و اید و صحب

رای و روز و میش و نیب و زور و یار

غرضکہ یہ قطعات قلب کل اور قلب مستوی پر مشتمل ہیں۔

آٹھواں قطعہ ذو البحرین اور نواں و دسواں مثلثات میں ہے ۱۱-۱۲-۲۰ میں حروف یا ان کے وصل و فصل کے متعلق صنائع ہیں۔ تیرھواں اور چودھواں قطعہ مرصع اور ۱۷ و ۱۸ مشترک اللسانین اور معربات میں ہے۔ اور آخر کے چار قطعے یعنی ۱۹-۲۱-۲۲

۲۳ میں وہ صنائع ہیں جو صرف نقاط سے تعلق رکھتے ہیں۔

اگرچہ بعض قطعات میں ان سخت قیود اور پابندیوں کی وجہ سے جو مصنف نے اختیار کی ہیں۔ اکثر الفاظ ایسے لانے پڑے ہیں جو نہایت غریب اور نادر الاستعمال ہیں۔ اور جو بچوں کے لئے کچھ مفید نہیں معلوم ہوتے۔

لیکن باوجود اس کے بیشتر قطعات کی نظم نہایت شستہ صاف اور رواں ہے اور ان میں الفاظ بھی نامانوس نہیں ہیں مثلاً قطعہ ۱-۸-۹-۱۲-۱۳-۱۴-وغیرہ۔ میں ناظرین کی توجہ خاص کر دونوں مرصع قطعوں کی طرف مائل کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی شستگی اور روانی اور مصرعوں کے اجزا کا باہمی تناسب اور توازن اس قدر اعلیٰ درجہ کا واقع ہوا ہے کہ سخت سے سخت نکتہ چیں بھی اُس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مثال کے لئے چند شعر لکھتا ہوں۔

(۱)
داخل دروں فیہا دراں خارج بروں ریب گماں
جوف اندروں لادغ گزاں عاجز بوں راعی شباں

(۲)
انتم شمارنا لہ انیں ملبق قبا غبرا زمیں
گریہ بکا انجم تریں مسکیں گدا آیت نشاں

(۳)
پری مالی شوی بریاں لکن لالی عری عریاں
تہی خالی خبی پنہاں گراں غالی رخیص ارزاں

(۴)
صفی طاہر کسا جامہ قوی قادر صحف نامہ
بہی باہر قلم خامہ جلی ظاہر خفی پنہاں

اب مجھکو صرف ایک بات کہنی باقی رہگئی ہے اور وہ یہ ہو کہ ہمارے بعض اُدبا، کہتے ہیں کہ اس قسم کے لفظی گورکھ دھندے جیسے کہ حضرت امیر خسرو نے بنائے ہیں محض کوہ کندن وکاہ برآوردن ہی۔ اور ایسی نظمیں جیسی کہ بدیع العجائب ہے محض بے نیتجہ ہیں۔ میں ایک حدتک اس خیال کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اسی کے ساتھ مجھکو یقین ہو کہ اس قسم کی چیزیں گو نعت دانی کے لئے کچھ زیادہ مفید نہوں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ بچوں کی ذہانت اور طباعی کو جلا دینے اور ان میں اَدبی دلچسپی پیدا کرنے کے لئے نہایت مفید ہوتی ہیں۔ پس ہمارا فرض ہو کہ ہم بجائے گہری نکتہ چینی کے اس فخر ہندوستان شاعر کو شکر گذاری اور ادب و احترام کے ساتھ یاد کریں۔

اس رسالہ کی تصحیح میں میرے معزز مخدوم سید محمدؐ ریاض حسن صاحب رئیس سولپور ضلع مظفرپور بہار نے نہایت گراں بہا مدد دی ہو۔ جناب ممدوح نے کتب لغت کی ورق گردانی میں اپنا بہت سا قیمتی وقت صرف فرما کر اپنے نتائج تحقیقات اور معقول مشوروں سے خاکسار کو مستفید فرمایا جن کو میں نے اکثر بلفظہ اور بعض جگہ کسی قدر اختصار کے ساتھ ممدوح کے نام سے درج حواشی کردیا ہو۔ سید صاحب موصوف کے شکریہ پر اس دیباچہ کو جو مجبوراً بہت طویل ہوگیا ہے ختم کرتا ہوں۔ والحمد للہ تعالیٰ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً فقط

خاکسار رشید احمدؐ انصاری

پروفیسر فارسی وعربی مدرستہ العلوم علی گڑھ

۲۳ دسمبر ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصابِ بدیع العجائب تصنیفِ حضرت امیر خسرو

قطعہ در صنعتِ تجنیس۱ در بحرِ رمل۲ مثمن مقصور

اے کہ داری در حریمِ جانِ دل دائم مکاں ۔ بر زبانم نیست جز ذکرِ تو اے آرامِ جاں

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات ۔ بشنوید ایں قطعہ در بحرِ رمل اے بخرداں

مصر شہر و شہر ماہ۳ و ماہ آب و خوف سہم ۔ سہم تیر و اجنحہ چہ بال باشد بال جاں

ع ف ع ف ع ف ع ف ۔ ع ت ع ب ف ب ع ف

منحہ دم دم بود خون و تی کی کی چہ داغ ۔ فج ریم و ریم آہو ذاک آن و آن زماں

ع ف ع ب ف ع ف ع ب ف ۔ ع ت ع ف ع ف ع ف

۱ تجنیس علمائے بدیع کی اصطلاح میں ایسے الفاظ کا جمع کرنا ہے جو لفظاً متشابہ اور معناً متغایر ہوں۔ اس قطعہ میں عربی اور فارسی زبان کے ایسے الفاظ جمع کیے گئے ہیں جو لفظ میں یکساں اور معنوں میں باہم مختلف ہیں۔ مثلاً ماہ جس کے معنی عربی میں پانی کے اور فارسی میں مہینہ ہیں یا سہم جس کے معنی عربی میں تیر اور فارسی میں خوف کے ہیں۔ ۱۲ ۲ ارکان اس بحر کے "فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان" ہیں صرف آخری رکن مقصور ہے باقی ارکان سالم ہیں۔ ۱۲ ۳ ماہ اصل میں مَوَہ ہے جو تبدیل ہو کر اکثر ماء اور کبھی ماہ بولا جاتا ہے جمع اس کی اَمواہ اور میاہ اور نسبت مائی اور ماہی ہے (اقرب الموارد)۔ ۴ لوہاروں کی کھال جس سے بھٹی میں پھونکی جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

شعر بیت و بیت خانه روح جان و جان چه مار — سخن ما ما آب و نون ماهی و ماهی چیست آن

هست تان ما رو نار آتش شجر دار است و دار — خانه و رایت علم دان و علم باشد نشان

احمر آل و آل اهل و بال حال و حال خاک — کرم را معنی چه دود و دود را معنی دخان

سبعه هفت و نفت[۱] لیست جا چه دست است دست و — مست صدر و صدر سینه سلت[۲] جو جبه دان

لهو بازی باز[۳] بازی باز صید و باب در — در نکولی و غنیمت خیر و شر را عکس دان

بر و فاقع[عـه] سر و زرد و سر و زرد آمد زره — مشتری را خانه قوس و قوس را معنی کمان

معز بز میات الف ام و رام اشتر بچه[۴] — ضان میش و میش مخ شیر میشان و بزان

عرس سور و سور پاره اسم نام و نام خفت — هدبه ریشه ریشه گیا پر زبان مژگان

فحش قبح و قبح کبک و کبچه را معنی ریشم — ریش پردان نت مرد و مرد جمع امردان

مر امرد و مردان ترکردن و ملح چه شور — شور فتنه فتنه باشد از ناشس امتحان

[۱] سنت زمین نشیب مع سل و هار بارش۔ سخت حماقت۔ ؍ اقرب، [۲] سلت جو یا ایک خاص قسم کا جو جس پر چھلکا نہیں ہوتا اور جو مثل گیہوں کے سفید ہوتا ہے یہ جو نشیبی علاقہ اور سرزمین حجاز میں پیدا ہوتا ہے۔ ۱۲ [۳] باز بطور حرف عطف کے استعمال ہوا ہے

[۴] قلمی نسخہ میں بجائے اشتر بچہ کے آہو برہ ہے کی کتب لغت جو ہمارے پاس ہیں تائید نہیں ہوتی۔

جب اونٹنی کا بچہ مر جاتا ہے اور وہ دودھ نہیں دیتی تو اس کے لیے مصنوعی بچہ یا کسی دوسری اونٹنی کا بچہ لایا جاتا ہے جس کو عربی میں ام کہتے ہیں البتہ رئم کے معنی سفید ہرن کے ہیں جمع ارام و آرام ہے۔ ۱۲ منہ

عـه لف و نشر مرتب ہے یعنی بر بمعنے سر اور فاقع بمعنی زرد ہے۔   ـــه جان ایک قسم کا سفید سانپ ہے جس کی آنکھیں

حرب رزم و رزم لاغر شہد شان و ثنای صرخا
ع ف ع ف ع ف ف ب

جبہ ذرہ ذرہ مور است و نظیر رزم بزم
ع ف ع ف ب ب ف ف

ظلم جور و جور باشد عود و مغرب شام و شام
ع ف ع ب عب ع ف ع

سقف بر و زیر بند و شامہ خال و خال[2] ابر
بع ف ع ف ع ف ع ف

نفع سود و سود مہتر ماہ قرارہ زہرہ است
ع ف ع ف ب

عشق را معنی ہوا دان ہوا جو جو شعیر
ع ب ع ب ف ع ف ع

معنی قثا خیار است و خیار و خیر خوب
ب ع ف ب ع ع ف

تازہ خوبی بہا دان بہا باشد ثمن
ف ف ع ب ف ب ع

لیس نی و نی بود خام و ذہب باشد طلا[8]
ع ف ع ب ع ب ف

ہست حتی تا و تا این زن معان جانست جا
ب ع ف ع ف ع ف ع

حقد کین کین[1] فضلہ از گوشت در فرج زنان
ع ف ع ف

بزم عرض شیر دوشیدن باگشت میان
ع عب ف

است از قدس و دمشق است و حلب با نشان
ف

مشط شانہ شانہ[3] جاہ و دوش ای حسنا مکان
ع ف مشرف ف ب

زہرہ[4] باشد تازگی خوبی سفیدی عیان
ع ب ف ف

ظلم جور و جور عود و زر زلم کم[5] چند دان
ع ع ع ع ف عٓ ف ب

حرف طا طی[7] بود قطع طریق و ختم[6] آن
ع ف

عرق رگ رگ بستن جرم و گنہ بزہ گران
ع ف ع ف

پس طلا آہو بچہ گاو و غنم یا مثل آن
ب ع ف ف

چہ گزیدن ساحہ صحن و صحن صلح مرد مان
ب ف ع عب ع ف

[1] کین بالفتح گوشت اندرون فرج زن از شرح نصاب (غیاث) [2] خال یعنی برسنے والا بادل (اقرب)

[3] شانہ لفظ عربی بمعنی جاہ و رتبہ اور فارسی بمعنی کندھا۔ ۱۲ [4] زہرہ بالفتح آرائش و زیبائش و تازگی اور بالضم خوبصورتی اور گوراپن (اقرب) [5] اسمائے کنایہ جس کی ذریعے عدد سے سوال کیا جاتا ہے

[6] ختم۔ کاٹنا [7] حرف طا عوام کی زبان طی کہلاتا ہے۔
[8] طلا۔ اصل میں ت سے ہے فارسی زبان کا لفظ ہے۔ مگر ط سے لکھا جاتا ہے۔ ۱۲

نحل چه زنبور و زنبور است کلب و بد رمه

ع ب غ ع ب ف ع ع ف

مه مگوی و نحل دلو و دلو برجی ز آسمان

ع ف ع ب ع

همزه و یا و آیا و ای هیا این پنج حرف

ع ع ع ع ع ع

اسم را منصوب سازند و درین نبود د ل

هست استعمال این هر پنج از بهر ندا

و ز مشاهیر حروف اینند نزد نحویان

قطعه که هر مصراع از دو مصراع عربی قلب مصراع دیگر است

بطریق لف و نشر معنی

در بحر رمل مسدس مقصور

لعب و برد و لحن و جبر و خلق و عرف

ع غ ع ع ع ع

لهو و سرما فهم و دانا خوی و بوی

ف ف ف ف

فرع و قلح و برج و نحل و درب و لعل

ع ع ع ع ع ع

شاخ بانگ و سود ثول و راه و شوی

ف ف ف ف ف

۱ اس قطعہ میں یہ خوبی ہے کہ اس کے چھٹوں مصرعے عربی کے اس طرح باہم معکوس ہوتے ہیں کہ پہلے مصرعے کے عکس سے دوسرا مصرع اور تیسرے اور پانچویں مصرعے کے عکس سے چوتھا اور چھٹا مصرع حاصل ہوتا ہے۔

۲ ارکان اس بحر کی یہ ہیں "فاعلاتن فاعلاتن فاعلات" صرف آخر رکن میں قصر ہے باقی ارکان سالم ہیں۔ ۱۲

۳ ثول شہد کی مکھیوں کا چھتہ۔ اس کا واحد نہیں ہے۔ مطبوعہ نسخہ میں اس لفظ کے بجائے (لاغر) ہے اور یہ بھی صحیح معلوم ہوتا ہے (منتہی الارب)

ن نسخہ مطبوعہ: بکسبت نحل و نخل باشد تمام بد مہ

هجو و قبح و حمل و جسم و نیع و طبع — ذم و گندم بار و قطع و عفت خوے
عبط و عیب و مزج و ملح و حمق و جسر — کذب و عار و خلط و دیدن گول و ے
رہن و مع و ثور و قوم و سلم و جوف — بند و اشک و گاؤ جمع و لطف و توے
نوح و ملح و موق و رد ش و عمد و نہر — فرقہ شور و گول سیر گیں قصد و جوے

قطعہ[1] کہ مصاریع عربیہ مقلوب مستوی است
از روے لف و نشر در معنی
در بحر رمل مسدس مقصور

عرش و فتح و حول و لوح و حقت و شرع — سقف و نصرت سال و تختہ مرگ و راہ
نبت و راح و جوع و عوج و حسار و متن — رستن و می گرسنہ کج گرم و کاہ
ریب و مسح و حفل و نفح و جسم و بیر — شک و مالش جمع و آتش قطع و چاہ
رحم حار و جرح حرج و راح و میر — طبی و گرم و ریش و تنگی خمر و شاہ
بر و عون و جفت و نخ و نوع و رب — دشت و یاری خشک و رہ مثل و الہ

[1] اوپر کے قطعہ کی عربی مصرعوں میں جو صنعت ہے وہی صنعت اس قطعہ کے عربی مصرعوں میں رکھی ہے۔ یعنی ان میں کا ہر ایک مصراع معکوس مستوی ہے مگر ہر مصرعے کے عکس سے بجنسہ وہی مصراع حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲ عت نوے معنی اندر نمایشہ

قطعہ کہ ترجمۂ ہر مصراع مقلوب مستوی است

بملاحظۂ لف و نشر در معنی

فکر و یوم فضل و تحت و آید و صحب ع ع ع ع ع ع ع	رائے روز و بیش و شب زر و یار عب ف ف ف ف ف
بہتر و جار و بعد و وادی موت و سہل ع ع ع ع ع ع ع	راز و گرم و دور و رود و مرگ و زار ف ف ف ف
فخذ و نعم و کنز و حرب و ضغن جند و ع ع ا ع ع ع ع	ران و نیک و گنج و جنگ و کین و نار ف ف ف ف ف عب
عین و احمر لحیہ لیث و دُبّ شجر ع ع ع ع ع ع ع	راز و سُرخ و ریش و شیر و خرس و دار ف ف ف ف ف
الف و قدر و قصر و طین و مکر و ام ع ع ع ع ع ع ع	رام و دیگ و کاخ و خاک و کید و مار ف ف ف ف عب ف

قطعہ در الفاظیکہ قلب آنہا عین آنہا است

باب و لعل و لیل و توت و دد و موم ع ع ع ع سا ع	تحت و قاق و متن و خوخ و نون و میم ع ع ع ع ع ع

ا؎ اس قطعہ میں یہ ندرت رکھی گئی ہے کہ اس کے تمام فارسی مصرعے معکوس مستوی ہیں۔ یعنی ہر مصرعے کے اُلٹنے سے وہی مصرع حاصل ہوتا ہے۔ ۲؎ عین، اعداعیان یعنی شرفا اور مشاہیر اور قریباً یہی مفہوم راد کا ہے۔ نسخہ مطبوعہ میں بجائے لفظ عین کے قاص ہے جسکی صحت کے لیے شاید توجیہ بعید کی ضرورت ہوگی۔ ۳؎ مخفف ہے مادر کا۔ ۴؎ اس قطعہ کے تمام لفظ معکوس کرنے سے بعینہ وہی رہتے ہیں۔ ۵؎ قاق۔ قواق۔ قوق اور قیق ہا جسکی لمبائی معیوب ہو (لسان) صاحب قاموس کہتے ہیں

ملاحظہ ہو صفحہ ۸ ... ۶؎ بر صفحہ ۷

قلبِ ہر یک عینِ او شد منعکس	ہست ظاہر نزد طبع مستقیم

قطعہ کہ قلبِ معانی عینِ معانی است

خنز و کعک و ذئب و کحم و دا و ثفل	نان و کاک و گرگ و گنگ زد و درد
عرش و عدل و عرف و درب و بول طحل	تخت و داد و دیو و باب و شاش و زرد

قطعہ کہ تمام شش مصراع عربی مقلوب مستوی است

برعایت لف و نشر در معنے

در بحر رمل مسدس مقصور

بیع و قطن و خبط و رحب و عضب و حرب	عقد و نبہ سہو و سع و قطع جنگ
جنب و کرب و منح و غبن و قبض و نوص	پہلو غم جر زیاں و جود و رنگ

بقیہ نوٹ صفحہ ۶ کہ قاق اور توق اور دقیق حد سے زیادہ لمبا آدمی - اور نیز قاق کے معنی احمق جہلا اور ایک پانی پرند جسکی گردن لمبی ہوتی ہے۔ (اقرب الموارد) ؎۶ روشندان یعنی کھڑکی جو دو مکانوں کے درمیان آمد رفت کے لیے ہو (اقرب)

؎۱ اس قطعہ کے معنوں کے لفظ معکوس کرنے سے وہی رہتے ہیں۔ ؎۲ کعک ایک خاص قسم کی روٹی ہے جو میدہ میں گھی و شکر ملا کر بنائی جاتی ہے معرب کاک (اقرب) ؎۳ اس قطعہ میں یہ ندرت ہے کہ اول کے چھ مصرعے معکوس مستوی ہیں اس طرح کہ اول مصرع کو معکوس کرنے سے چھٹا مصرع اور دوسرے کے عکس سے پانچواں اور تیسرے کے عکس سے چوتھا حاصل ہوتا ہے۔ ؎۴ کنوے وغیرہ سے پانی کھینچنا - ۱۲